OPEN ACCESS
Al-Idrak
Research Journal
ISSN (Online): 2789-3227
ISSN (Print): 2789-3235
www.alidrakresearchjournal.com

منقولہ اشیاء کا وقف: شرعی جائزہ

Waqf of mobile assets: Sharia Overview

☆ **Syed Hayatullah**
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Loralai, Balochistan
☆☆**Anjum Riaz**
Lecturer, Department of Islamic Studies, Sardar Bahadur Khan Women's University, Balochistan.
☆☆☆**Fozia Yaseen**
Lecturer, Department of Islamic Studies, Sardar Bahadur Khan Women's University, Balochistan

Citation:
Hayatullah, Anjum Riaz and Fozia Yaseen " Waqf of mobile assets: Sharia Overview."Al-Idrāk Research Journal, 4, no.1, Jan-Jun (2024): 140– 149.

ABSTRACT
The Arabic word waqf (endowment) implies to stop, hold, quiet down, confine, or obstruct. According to sharia, waqf refers to reserving the right to property (al-'ain) from the donor with the intention of transferring its advantages (al-manfa'ah) to the donor's designated waqf recipient or to the benefit of Muslims or religious interests. In the context of Islamic law, waqf is the giving or transferring of ownership rights over an asset to a designated use, typically for generous or public purposes. The waqf asset may take the shape of real estate, structures, or other assets. When Muslims give waqf, they usually don't plan to take back the property, building, or money that was increased from them. Withholding funds and using them as investment gains is what is meant to be done with a cash endowment. The mobile assets endowment is a conflicted issue amongst the jurists. The Hanafi jurists permitted it with a few restrictions while the shawafe and hanabala do not consider any difference amongst the mobile and immobile assets in the perception of endowment. According to the modern Islamic jurists cash endowment is permissible because the reasonable aim of the endowment which is to take hold of the asset and channel the profit gained from it, and because money is replaced for it not being specified by designation.
Keywords: Waqf, cash endowment, mobile assets

تمہید

وقف کی شرائط میں سے ہے ایک شرط یہ ہے کہ موقوفہ چیز کی ذات کو باقی رکھتے ہوئے اس کے منافع سے فائدہ حاصل کرنا ضروری ہے مثلاً گھر وقف کیا جائے اس طور پر کہ اس میں مستحقین رہائش پذیر ہو کر اس سے سکونت کا

استفادہ کریں۔ دوسری شرط یہ کہ موقوفہ چیز منقولی اشیاء میں سے نہ ہو البتہ کچھ صورتیں ایسی ہیں جن میں وقف کا جواز پایا جاتا ہے۔ پہلی شرط کی وجہ سے درج ذیل اشیاء کا وقف شرعا درست نہیں ہو گا:

1) کھانے پینے کی اشیاء کا وقف

2) حقوق و منافع کا وقف

3) زیورات کا وقف

کیوں کہ ان تینوں صورتوں کے بارے میں فقہی کتب کی صریح عبارات موجود ہیں کہ یہاں موقوفہ چیز سے اس وقت تک استفادہ ممکن نہیں جب تک اس کی عین کو استعمال کر کے ختم نہ کیا جائے حالانکہ یہ وقف کی حکمت اور شرط کے خلاف ہے۔ زیر نظر مضمون منقولی اشیاء سے متعلق صورتوں کے تحقیقی جائزہ پر مشتمل ہے کیوں کہ منقولی اشیاء کے وقف کے بارے میں کچھ اختلافی آراء کے وجود کا دعوی کیا جاتا ہے۔

ان تمہیدی سطور کے بعد اصل مضمون ملاحظہ ہو:

وہ صورتیں جن میں منقول اشیاء کا وقف درست ہے

عمومی طور منقولہ چیزوں کے وقف کی اجازت نہیں ہے کیونکہ ان سے وقف کا مقصد حاصل نہیں ہوتا البتہ کچھ مخصوص صورتوں میں فقہاء حنفیہ نے منقول اشیاء کے وقف کی اجازت دی ہے۔

1- منقول غیر منقول کے تابع ہو

اول صورت یہ ہے کہ اصل میں زمین وغیرہ کو وقف کیا جائے لیکن وہ زمین ایسی ہو جن میں کچھ منقولہ اشیاء بھی موجود ہوں تو ایسی صورت میں زمین کو وقف کرنے سے وہ منقولہ اشیاء بھی موقوفہ زمین کے تابع ہو کر وقف شمار کی جائیں گی مثلاً موقوفہ زمین پر کوئی تعمیر تھی تو وہ بھی شرعی طور تبعاً وقف سمجھی جائی گی یا ایسے گھر کو وقف کیا گیا جس میں درخت لگے ہوں تو وہ درخت بھی گھر کے تابع ہو کر وقف شمار کیے جائیں گے کیونکہ فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ زمین عمارت بھی تبعاً داخل ہو جائی گی وہ بھی اس کے ساتھ وقف ہو گی، جیسے خرید و فروخت میں داخل ہوتے ہیں اسی طرح حق شرب اور راستہ بھی استحساناً داخل ہوں گے کیونکہ زمین اس لیے وقف کی جاتی ہے کہ اس

سے انتفاع حاصل کیا جائے اور وہ پانی اور راستہ کے بغیر ممکن نہیں اس لیے یہ وقف میں شامل ہوں گے جیسے کہ اجارہ میں شامل ہوتے ہیں۔[1]

کبھی غیر منقولہ چیزیں زمین کے ساتھ ایسی متابعت نہیں رکھتی کہ زمین کے وقف کرنے سے وہ بھی تبعاً وقف ہو جاتی ہیں البتہ زمین کے ساتھ ان چیزوں کا ایسا تعلق ہوتا ہے کہ وقف کرتے وقت واقف اگر ان کے وقف کی صراحت کر دے تو زمین کے تابع ہو کر ان چیزوں کا وقف بھی درست ہو جاتا ہے جیسے کی زراعت والی زمین وقف کی اور یہ صراحت کر دی کہ اس زمین میں کاشتکاری کے جو سامان یا جانور وغیرہ ہیں وہ بھی وقف ہیں تو زمین کے ساتھ ان کا وقف صحیح سمجھا جائے گا۔ الاسعاف میں لکھا ہے کہ اگر گھر اپنے تمام سامان کے ساتھ وقف کیا اور اس میں کچھ کبوتر ہیں یا اس میں شہد کا چھتہ ہے تو کبوتر، شہد کی مکھی اور شہد بھی وقف میں داخل ہونگے جیسے کسی نے زمین وقف کی اور اس کے ساتھ زمین پر کام کرنے والے غلام، زرعی ساز و سامان وغیرہ کا بھی ذکر کیا تو یہ بھی زمین کے تابع ہو کر وقف کیے جائیں گے ورنہ اصالۃً اس کا وقف جائز نہیں ہے جیسے زمین کی خرید و فروخت کرتے وقت پانی، ہوا اور اطراف وغیرہ کی بیع کا حکم ہے۔[2]

2) منقولی چیز منصوص ہو

منقولی چیزوں کے وقف کے صحیح ہونے کی دوسری صورت یہ ہے کہ جن اشیاء کے وقف کے بارے میں نص وارد ہوئی ہو تو ان کا وقف درست ہو گا۔ مثلاً حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے بارے میں بخاری شریف میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"قد احتبس ادراعه واعتده فی سبیل الله"[3]

---

1 ابن الھمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد، **فتح القدیر**، (مکتبہ رشیدیہ)، 5/429

Ibn al-Humām, Kamāl al-Dīn Muḥammad ibn ʿAbd al-Wāḥid, *Fatḥ al-Qadīr*, (Maktabah Rashīdiyyah, 5/429).

2 الطرابلسی، ابراھیم بن موسی بن ابی بکر، **الاسعاف فی احکام الاوقاف**، (مصر، مکتبہ ھندیہ، 1320ھ)، ص، 20

al-Ṭarābulsī, Ibrāhīm ibn Mūsā ibn Abī Bakr, *al-Isʿāf fī Aḥkām al-Awqāf*, (Miṣr, Maktabah Hindīyah, 1320H), Ṣ, 20.

3 محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع البخاری، **کتاب الزکوۃ**، (کراچی، الطاف اینڈ سنز، 2008ء)، 1/291

Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, *Kitāb al-Zakāh*, (Karāchī, al-Ṭāf, Āyīnsanz, 2008 CE), 1/291.

ترجمہ: خالد نے اللہ کی راہ میں اپنی زرہیں وقف کی ہوئی ہیں۔

علامہ ابن الہمام نے طبرانی کے حوالہ سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی وصیت اس طرح نقل کی ہے:

"اذاأنامت فانظرواسلاحی وفرسی فاجعلوہ عدۃ فی سبیل ا للہ "[1]

ترجمہ: جب میری وفات ہو جائے تو میرے اسلحہ اور گھوڑے کا خیال رکھنا اسے اللہ کے راستے میں جہاد کی تیاری کے لیے مختص کر دینا۔

جن چیزوں کا ان روایات میں ذکر ہے ان کا وقف صرف اس وجہ سے درست ہو گا کہ ان کا ذکر نص میں آیا ہے یہی وجہ ہے کہ صاحبِ ھدایہ نے اسے استحسان قرار دیا ہے کیونکہ امام محمد نے فرمایا ہے کہ گھوڑے اور ہتھیار وغیرہ کا وقف جہاد کے لیے جائز ہے۔ امام ابو یوسف بھی ان کے ساتھ ہیں یہی استحسان ہے قیاس تو یہ ہے کہ یہ وقف جائز نہ ہو استحسان کی وجہ سے آثارِ مشہورہ موجود ہیں۔[2]

3) منقول کا عرف ہو

منقولی چیزوں کے وقف کی تیسری صورت یہ ہے کہ ان کا وقف معروف ہو کہ کسی جگہ اور کسی زمانہ میں لوگ ان منقولی چیزوں کا وقف کرتے ہوں تو عرف کی وجہ سے یہ وقف درست ہو جائے گا۔ جیسے کہ قرآن کریم کا وقف ،دینی کتب کا وقف، جنازہ کی چارپائی کا وقف وغیرہ۔ احناف میں سے امام محمد کا یہ قول ہے جبکہ امام ابو یوسف کے نزدیک اگر منقولی چیزیں پہلی دو صورتوں (اصل کے تابع ہو کر وقف ہونا یا جس کا وقف منصوص ہو) میں سے نہیں ہیں تو صرف عرف کی بنیاد پر ایسی چیزوں کے وقف کو درست نہیں قرار دیا جا سکتا۔ امام محمد سے مروی ہے کہ جن چیزوں کو وقف کرنا عرف میں مشہور ہو ان کا وقف شرعاً درست ہے جیسے کلہاڑی، بیلچہ، درانتی، جنازہ کی چارپائی اور اس کا کپڑا، دیگچیاں اور مصحف وغیرہ، امام ابو یوسف کے نزدیک ان کا وقف جائز نہیں ہے کیونکہ قیاس کو ہم نے نص کی وجہ سے چھوڑا تھا، نص گھوڑے اور ہتھیار میں تو ہے ان میں نہیں لہذا اس کی اجازت کو نص (مشروع

---

[1] ابن الہمام، **فتح القدیر**، 5/430

Ibn al-Humām, *Fatḥ al-Qadīr*, 5/430.

[2] المرغینانی، برھان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر، **ھدایہ مع فتح القدیر**، (کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ)، 5/430

al-Marghīnānī, Burhān al-Dīn Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn Abī Bakr, *Hidāyah maʿa Fatḥ al-Qadīr*, (Quṭṭah, Maktabah Rashīdiyyah, 5/430).

ہونے) کی حد تک برقرار رکھا جائے گا امام محمد فرماتے ہیں کہ قیاس کو تعامل کی وجہ سے بھی ترک کر دیا جاتا ہے جیسے استصناع میں تعامل کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دیا گیا ہے ان چیزوں کے وقف کا تعامل ہے۔[1] علامہ حصکفی نے صراحت کی ہے اس مسئلہ میں فتوی امام محمد کے قول پر ہے۔ لہذا مفتی بہ قول کے مطابق جب منقولی چیزیں کے وقف کے جواز کا مدار عرف پر ہے تو اس میں ہر زمانہ اور جگہ کے عرف کا الگ اعتبار ہو گا جہاں جس منقول چیز کے وقف کا عرف ہو وہاں اس کے وقت کی اجازت ہو گی دوسری جگہ اگر اس کا عرف نہ ہو تو اس جگہ اس منقولی چیز کے وقف کی اجازت نہیں ہو گی مثال کے طور پر امام محمد نے کلہاڑی، تیشہ اور درانتی وغیرہ کے وقف کی اجازت دی لیکن ہمارے یہاں اس وقف کا عرف نہیں تو ہمارے ہاں اس کے وقف کی اجازت نہیں ہو گی۔[2] مصحف کا وقف ان کے ہاں اور ہمارے نزدیک دونوں جگہ متعارف ہے اس لیے آج کل بھی مصحف کے وقف کی اجازت ہو گی۔

ہسپتال میں مریضوں کے لیے استعمال ہونے والی منقولہ چیزیں جیسے اسٹریچر، ایمبولینس، چارپائی اور مختلف مشینیں ان کے وقف کا ائمہ کے زمانے میں عرف نہیں تھا لیکن آج کل ان کا عرف ہے اس لیے اس زمانہ میں اگر کوئی انہیں وقف کرنا چاہے تو درست ہے۔ آج کل لوگ مسجد میں معذور نمازیوں کے لیے کرسیاں وغیرہ وقف کر دیتے ہیں اس کا بھی اب عرف ہو گیا ہے، اس لیے یہ بھی درست ہے۔[3] فقہاء لکھتے ہیں کہ جدید عرف کا اعتبار ہو گا یہ ضروری نہیں ہے کہ اس چیز کے وقف کا عرف صحابہ کرام کے زمانہ سے ہو لہذا جس زمانہ اور جگہ میں ہوں اسی کا عرف معتبر ہو گا کہیں اور کا عرف معتبر نہیں ہو گا۔ دراہم کا وقف روم کی سرزمین پر مروج ہے ہمارے یہاں اس کا عرف نہیں ہے اسی طرح کلہاڑی کا وقف متقدمین کے ہاں رائج ہو گا ہمارے ہاں نہیں ہے اس لیے ظاہر یہی ہے

---

[1] المرغینانی، **ہدایہ مع فتح القدیر**، 5/431

al-Marghīnānī, *Hidāyah maʿa Fatḥ al-Qadīr*, 5/431.

[2] الحصکفی، محمد بن علی، **الدر المختار**، (کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، 1406ء)، 4/365

al-Ḥaṣkafī, Muḥammad ibn ʿAlī, *al-Durr al-Mukhtār*, (Karāchī, Iḥyā' al-Kutub, 1406 AH), 4/365.

[3] خلیل احمد اعظمی، ڈاکٹر، **اسلام کا نظام اوقاف، تاریخ، اہمیت اور احکام**، (کراچی، ادارہ اسلامیات، 2010ء)، 233

Khalīl Aḥmad Aʿẓamī, Doctor, *Islām kā Nizām-e Awqāf, Tārīkh*, Ahmiyyat aur Aḥkām, (Karāchī, Idārah Islāmīyāt, 2010 CE), 233.

کہ آج ان اشیاء کا وقف جائز نہیں ہونا چاہیے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ احناف کے نزدیک جو منقولہ چیزیں غیر منقولہ چیزوں کے تابع ہو کر وقف کی جائیں یا ایسی چیزوں کے وقف کے بارے میں کوئی نص وارد ہوئی ہو یا ان کے وقف کا عرف ہو تو ان صورتوں میں وقف کرنا جائز ہے ورنہ درست نہیں ہو گا۔

منقولہ اشیاء کے وقف کے بارے میں دیگر ائمہ کا موقف

منقولہ اور غیر منقولہ اشیاء کے درمیان شوافع اور حنابلہ نے کوئی فرق نہیں بیان کیا ہے۔ ان کے ہاں اصول یہ ہے کہ موقوفہ شئے ایسی ہونی چاہیے جس کی عین کو برقرار رکھ کر اس کی منفعت سے استفادہ کیا جا سکے خواہ وہ پھر منقولہ چیزوں میں سے ہو یا غیر منقولہ میں سے، لہٰذا حیوان، درخت، استعمال کے زیورات وغیرہ کا وقف ان کے نزدیک درست ہو گا البتہ خوراک کی اشیاء کا وقف کھانے کے لیے ان کے نزدیک صحیح نہیں ہو گا۔ علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں

"الموقوف دوام الانتفاع به لامطعوم وريحان ويصح وقف عقارومنقول"[1]

ترجمہ: موقوفہ چیز ایسی ہونی چاہیے جس سے ہمیشگی کے ساتھ استفادہ کیا جا سکے لہٰذا کھانے کی چیزوں اور پھول کا وقف جائز نہیں ہو گا، زمین اور دیگر منقولی اشیاء کا وقف جائز ہے۔

علامہ شربینی شافعی اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ منقول سے مراد غلام، کپڑے وغیرہ کا وقف ہے جو کہ جائز ہے اور یہ جواز آپ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے ہے کہ تم خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) پر ظلم کر رہے ہو اس نے تو اپنی زرہیں اور غلام جہاد کے لیے وقف کر رکھے ہیں۔ اس زمانہ میں مساجد کے لیے چٹائیاں، قندیلیں وغیرہ وقف کرنے کا دستور چلا آرہا ہے امت کا اس پر اتفاق ہے۔[2] حنابلہ کا بھی یہی نقطہ نظر ہے کہ ان تمام چیزوں کا وقف جائز ہے جن کی خرید و فروخت جائز ہے اور ہر وہ چیز جس کی ذات کو برقرار رکھتے ہوئے اس سے استفادہ کرنا ممکن ہو اور

---

[1] النووی، یحیٰ بن شرف، **المنهاج مع شرحه مغنی المحتاج**، (بیروت، داراحیاء التراث العربی)، 2/377

al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf, *al-Minhāj maʿa Sharḥ Minhāj al-Mughnī*, (Bayrūt, Dār Aḥyā' al-Turāth al-ʿArabī, 2/377).

[2] الشیخ محمد الشربینی، **مغنی المحتاج**، (بیروت، داراحیاء التراث العربی)، 2/377

al-Shaykh Muḥammad al-Shirbīnī, *Mughnī al-Muḥtāj*, (Bayrūt, Dār Aḥyā' al-Turāth al-ʿArabī, 2/377).

وہ چیز باقی رہنے والی ہو۔[1] مالکیہ کے نزدیک بھی منقول اشیاء کا وقف درست ہے۔[2]

قرآن حکیم اور دیگر کتب وقف کرنے کا حکم

قرآن کریم اور مفید کتب وقف کرنے پر سب فقہاء کرام کا اتفاق ہے۔ احناف کے نزدیک تو اس وجہ سے جائز ہے کہ اس کا عرف ہے۔ فقیہ ابو اللیث نے کتابوں کے وقف کو جائز قرار دیا ہے اور اسی پر فقہاء کا اتفاق ہے۔ احناف کے علاوہ فقہاء کے نزدیک اس وجہ سے قرآن کا وقف درست ہے کہ اس کی عین کو باقی رکھتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے جبکہ وقف کا بھی یہی فلسفہ ہے۔[3]

نقود (کرنسی) کا حکم

نقود چاہے دراہم و دنانیر کی شکل میں ہو یا موجودہ دور کی مروج کرنسی کی شکل میں ہو مجموعی طور ان کا وقف تمام فقہاء کے نزدیک فی الجملہ جائز اور درست ہے۔ احناف کے نزدیک غیر منقول اشیاء کے علاوہ دیگر اشیاء کے وقف کا مدار عرف پر ہے کہ اگر ان کے وقف کا عرف ہو تو ان کے وقف کی اجازت ہوگی ورنہ نہیں، چنانچہ بہت سے فقہاءِ حنفیہ نے اپنے ہاں عرف کی وجہ سے نقود کے وقف کے جائز ہونے کی صراحت کی ہے۔ فتاوی تاتارخانیہ میں لکھا ہے:

"وفی وقف الانصاری وکان من اصحاب زفر:قالت:اذاوقف الرجل الدرهم والطعام اومایکال اومایوزن اتراه جائزقال:نعم"[4]

---

[1] ابن قدامہ، موفق الدین، ابو محمد عبد اللہ المقدسی، **المغنی**، (الریاض، دار عالم الکتب، 1997ء)، 8/231

Ibn Qudāmah, Muwaffaq al-Dīn, Abū Muḥammad ʿAbd Allāh al-Maqdisī, *al-Mughnī*, (al-Riyāḍ, Dār ʿĀlam al-Kutub, 1997 CE), 8/231.

[2] الدسوقی، شمس الدین محمد عرفہ، **حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر**، (بیروت، دار الفکر)، 4/77

al-Dasūqī, Shams al-Dīn Muḥammad ʿArīfah, *Ḥāshiyat al-Dasūqī ʿalā al-Sharḥ al-Kabīr*, (Bayrūt, Dār al-Fikr, 4/77).

[3] ابن نجیم، زین الدین ابن ابراہیم، **البحر الرائق**، (کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ)، 5/202

Ibn Nujaym, Zayn al-Dīn ibn Ibrāhīm, *al-Baḥr al-Rāʾiq*, (Quṭṭah, Maktabah Rashīdiyyah, 5/202).

[4] الاندریتی، عالم العلاء الانصاری، **الفتاوی التتارخانیہ**، (کراچی، ادارۃ القرآن، 1411ھ)، 5/712

al-Andarītī, ʿĀlam al-Dīn al-Anṣārī, al-*Fatāwā al-Tatārkhānīyah*, (Karāchī, Idārat al-Qur'ān, 1411 AH), 5/712.

ترجمہ: انصاری جو امام زفر کے اصحاب میں سے ہیں یہ دریافت کیا کہ اگر کوئی دراہم، طعام اور ناپ کر کے یا تول کے دی جانے والی چیزیں وقف کرے تو کیا آپ اسے جائز سمجھتے ہیں؟ فرمایا: جی ہاں۔

ائمہ ثلاثہ میں سے حضراتِ مالکیہ تو منقول اشیاء کے وقف کے جواز میں کافی زیادہ وسعت رکھتے ہیں اس لیے ان کے نزدیک بھی اس کی اجازت ہونی چاہیے۔ علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک کا مذہب ہے کہ نقود کا وقف قرض دینے کے لیے جائز ہے اور ان نقود پر زکوٰۃ بھی واجب ہوتی ہے۔[1] شوافع اور حنابلہ حضرات کے نزدیک دو طرح کی روایتیں پائی جاتی ہیں بعض روایات کے مطابق درست ہے جبکہ بعض روایات کے مطابق درست نہیں ہے لیکن حنابلہ کا راجح مسلک یہ ہے کہ نقود کا وقف جائز ہے۔

نقود کے وقف پر منطقی اعتراض

موقوفہ چیز کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ ایسی ہو جس کی عین کو باقی رکھتے ہوئے اس کی منفعت سے استفادہ کیا جاسکے جبکہ مذکورہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نقدی کا وقف اکثر فقہاء کرام کے نزدیک فی الجملہ جائز ہے حالانکہ نقدی کو وقف کرنے کے بعد اس کی عین کو استعمال کیے بغیر اس سے استفادہ نہیں کیا جاسکتا لہٰذا اسے کاروبار میں لگا کر یا خرچ کر کے ہی استفادہ ممکن ہے۔ لیکن ایسے کرنے کی صورت میں موقوفہ چیز کی پانچویں شرط کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے۔

اس اعتراض کے جواب کو سمجھنے سے پہلے ایک نکتے کی وضاحت ضروری ہے وہ کہ اموال میں نقود کی حیثیت اوّلی ہے جبکہ دوسری اشیاء کی حیثیت ثانوی ہے، اس طور پر کہ نقود کے ذریعے دوسری چیزوں کو خرید کر حاصل کیا جاتا ہے۔ شریعت کی تشریح کرنے والوں نے جہاں نقدی کے وقف کو جائز قرار دیا ہے وہاں یہ صراحت بھی کی ہے کہ اس نقدی کو خرچ کر کے ختم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی یہ نقدی بعینہ وقف کے مستحقین کو دی جائے گی بلکہ اِسے کسی کو مضاربت یا مشارکت پر دے کر کاروبار میں لگایا جائے گا۔ اس کاروبار کے نتیجے میں حاصل ہونے والے منافع کو وقف کے مستحقین پر خرچ کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے نقدی وقف کی کہ اس سے ضرورت مندوں

[1] ابن تیمیہ، شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم، **مجموع الفتاویٰ، ریض**، (مطابع الریاض، 1383ھ)، 31/234
Ibn Taymiyyah, Shaykh al-Islām Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm, *Majmūʿ al-Fatāwā*, (Riyāḍ, Maṭābiʿ al-Riyāḍ, 1383 AH), 31/234.

کو قرض دیا جائے گا تو اس صورت میں بھی یہ نقود بطور قرض دے کر بعد میں واپس لے لی جائیں گی۔[1]

اس وضاحت کے بعد اصل جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وقف کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اس کا عین باقی ہو اور اس کی منفعت سے استفادہ کیا جاسکے۔ یہ شرط نقدی کے وقف میں پائی جاسکتی ہے اس طور کہ وقف کی نقد رقم جب مستحق لوگوں کو قرض کے طور پر دی جاتی ہے تو یہ گویا وہ رقم قرض کی مد میں مقروض کے ذمہ باقی رہتی ہے لہذا یہ کہنا مشکل ہو گا کہ قرض دینے کی وجہ سے وقف کی نقد رقم کا عین موجود نہیں رہا۔ اس نقد رقم کا عین باقی ہے البتہ اتنا فرق ہے پہلے یہ وقف کی نقدی واقف یا متولی کی تھی اب مقروض کے پاس ہے۔ اسی رقم کو متولی اگر تجارت میں لگا کر مضاربت پر دیتے ہیں تو جب تک مضارب اسے خرچ نہیں کرتا تب تک اس کا عین باقی ہے اور اگر اسے خرچ کر کے سامانِ تجارت خرید لیتا ہے تو اب وہ وقف نقدی رقم سامان کی شکل میں موجود ہے۔ اس میں اور کھانے پینے کی چیزوں کے وقف میں فرق ہے کیونکہ انہیں وقف کرنے کے بعد اس سے جب استفادہ کیا جائے گا تو وہ اپنی اصل شکل یا دوسری شکل میں برقرار نہیں رہتی ہیں جبکہ وقف کی نقدی سے استفادہ کے بعد بھی وہ اپنی اصلی شکل میں یا پھر کسی اور عین کی شکل میں باقی رہتی ہے۔ ان سے حاصل ہونے والا منافع مستحقین کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔[2]

یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص گندم وقف کرے اس مقصد کے لیے کہ یہ گندم غریب کاشت کاروں کو بطور قرض دے دی جائے اور وہ اسے بیج کے طور پر استعمال کر سکیں جب ان کی فصل تیار ہو جائے تو وہ یہ گندم جو بطور قرض دی گئی تھی واپس کر دیں۔ اس صورت کو فقہاء کرام نے جائز قرار دیا ہے۔ بطور قرض دے دینے سے بے شک اس کا عین ظاہری طور پر باقی نہیں رہے گا، لیکن وہ کاشت کار کے ذمہ بطور قرض رہنے کی وجہ سے اسے بالکل معدوم نہیں سمجھا جائے گا۔

---

[1] الطرابلسی، ابراھیم ابن موسی، **الاسعاف فی احکام الوقف**، 22
al-Ṭarābulsī, Ibrāhīm ibn Mūsā, *al-Isʿāf fī Aḥkām al-Waqf*, 22.

[2] آفندی، ابو سعود، محمد بن محمد بن مصطفی، **رسالۃ فی جواز وقف النقود**، (بیروت، دار ابن حزم، 1997ھ)، 30
Āfandī, Abū Saud Muḥammad ibn Muḥammad ibn Musṭafá, *Risālah fī Jawāz Waqf al-Nuqūd*, (Bayrūt, Dār Ibn Ḥazm, 1997 CE), 30.

خلاصہ بحث

وقف کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ موقوفہ چیز کی ذات کو برقرار رکھتے ہوئے اس کے منافع سے فائدہ حاصل کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ کھانے پینے کی اشیاء حقوق و منافع اور زیورات کا وقف درست نہیں اور اسی وجہ سے منقولہ اشیاء کے وقف کے بارے میں اختلافی آرا موجود ہیں۔ احناف کے ہاں منقول اگر غیر منقول کے تابع ہو یا کچھ مخصوص منقولی اشیاء جن کو وقف کرنے کا نص میں ذکر ہے یا وہ اشیاء جن کو وقف کرنے کا عرف ہو ان کا وقف جائز ہے، بصورت دیگر وقف درست نہیں ہو گا۔ شوافع اور حنابلہ منقولہ اور غیر منقولہ میں فرق روا نہیں رکھتے ان کے ہاں صرف یہ اصول ہے کہ موقوفہ شے ایسی ہونی چاہیے جس کی عین کو برقرار رکھ کر اس کی منفعت سے استفادہ کیا جا سکے۔ قرآن مجید اور دیگر کتب وقف کرنے پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔ کرنسی کے وقف پر بھی تمام فقہاء متفق ہیں شرط یہ ہے کہ اس کا عین باقی رکھا جائے اور اس کی منفعت سے استفادہ کیا جائے۔